محترم جناب حامد میر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لال مسجد کے سانحے پر جس طرح پوری قوم صدمے سے نڈھال ہے، اُس سے آپ سے زیادہ کون واقف ہوگا؟ اور اس سلسلے میں آپ نے جو موقف اختیار کیا، اور جو کوششیں کیں، اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر آپ کو عطا فرمائے۔ آمین۔

مؤرخہ ۱۶ر جولائی کو "انتہا پسند کون" کے عنوان سے آپ کا جو کالم جنگ میں شائع ہوا ہے، اس میں بھی آپ نے بڑی دردمندی سے صورتِ حال کے اصل اسباب کی نشان دہی کی ہے، لیکن مذاکرات کی آخری رات کے بارے میں آپ نے چند باتیں ایسی لکھی ہیں جن کے بارے میں آپ کو کسی نے غلط معلومات فراہم کی ہیں، کیونکہ آپ بذاتِ خود وہاں موجود نہیں تھے۔ چونکہ ان باتوں سے سنگین غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں، اس لئے صحیح صورتِ حال آپ کے سامنے لانا ضروری ہے۔

آپ نے اُس رات کے واقعات جس طرح بیان فرمائے ہیں اُن سے تأثر یہ ملتا ہے کہ مذاکرات ٹوٹنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ علماء کو جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ وفاق المدارس کی تحویل میں دینے پر اصرار تھا، اور جب حکومت اس پر راضی نہیں ہوئی تو علماء ناراض ہو کر اور مذاکرات کو ادھورا چھوڑ کر چلے آئے۔

حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہم لوگوں سے عبدالرشید غازی صاحب مرحوم نے جن نکات پر رضا مندی کا اظہار کیا تھا، اُن میں سب سے پہلا نکتہ یہ تھا کہ انہیں گرفتار یا نظر بند نہ کیا جائے گا، بلکہ ان کو اہل وعیال اور ذاتی سامان کے ساتھ اُن کے اپنے گاؤں کے گھر بحفاظت پہنچا دیا جائے گا، پھر وہ وہیں قیام کریں گے۔

دوسرا نکتہ یہ تھا کہ وہ اپنے تمام ساتھیوں اور طلبہ وطالبات کے ساتھ باہر آئیں گے، اور طالبات کو علماء اور وزراء کی موجودہ مشترکہ کمیٹی اپنی نگرانی میں محفوظ مقام پر پہنچا کر ان کے سرپرستوں کے حوالے کرے گی۔ اور طلبہ میں سے جن پر جامعہ حفصہ کے نزاع سے پہلے کے مقدمات نہیں ہیں ان کو رہا کر دیا جائے۔

اور تیسرا نکتہ یہ تھا کہ وہ جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کو وفاق المدارس کی تحویل میں اور لال مسجد کو محکمۂ اوقاف کی تحویل میں دے کر جائیں گے۔ ان کی یہی باتیں وزیرِ اعظم کے ساتھ میٹنگ میں طے ہوگئیں، جس میں چودھری شجاعت حسین صاحب اور کئی وفاقی وزراء بھی شریک تھے، اور وفاق المدارس کا مصالحتی وفد بھی۔

پھر شام کو وفاق المدارس کے علماءِ کرام، وفاقی وزراء اور چودھری شجاعت صاحب نے لال مسجد کے پاس ایک جگہ بیٹھ کر انہی نکات پر مشتمل متفقہ تحریر اس طرح تیار کرلی تھی کہ اس کے کسی حصے پر اختلاف نہیں تھا، لیکن چودھری صاحب اور وزراء اس تحریر پر دستخط کرنے کے بجائے اس تحریر کی منظوری لینے کے لئے ایوانِ صدر چلے گئے۔ اور جب یہ حضرات ایوانِ صدر سے واپس آئے تو ایک دوسری تحریر لے کر آئے جس میں یہ تینوں نکات بدل دئے گئے تھے، اس نئی تحریر میں پہلا نکتہ اس طرح لکھا گیا تھا کہ عبدالرشید غازی صاحب کو "گھر" میں (نہ کہ اُن کے گھر میں) رکھا جائے گا، اور ان کے خلاف قانونی کاروائی کی جائیگی۔

ایک نکتہ یہ تھا کہ باہر آنے والے تمام لوگوں پر قانون کے مطابق کاروائی کی جائے گی۔

اور ایک نکتہ یہ تھا کہ جامعہ حفصہ، جامعہ فریدیہ اور لال مسجد کا مستقبل محکمۂ اوقاف اور وفاق المدارس اور دیگر حکومتی اداروں

کے مشورے سے طے کیا جائے گا۔

اس پر ہم نے وزراء سے کہا کہ جن باتوں پر عبدالرشید غازی صاحب بمشکل راضی ہوئے تھے، اس تحریر میں وہ باتیں موجود نہیں ہیں، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اُن کو بحفاظت ان کے گاؤں کے گھر پہنچانے کی جو بات طے ہوئی تھی، اس نئی تحریر میں اس کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ نیز عبدالرشید غازی صاحب جامعہ حفصہ چھوڑنے پر اس شرط سے راضی ہوئے تھے کہ انہیں وفاق المدارس کے حوالے کر دیا جائے گا۔

ہم نے وزراء سے کہا کہ عبدالرشید غازی کو بار بار فون کر کے ہم نے بمشکل پہلی تحریر پر راضی کیا ہے، اب انہیں اس سے بالکل مختلف نئی تحریر پر راضی کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس تحریر کو پہلی تحریر کے مطابق بنانا ضروری ہے۔

اس پر حکومت کے نمائندوں نے ہم سے کہا کہ اس نئی تحریر میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی کرنے کا ہمیں اختیار نہیں ہے، اور ہمیں صرف آدھا گھنٹہ دیا گیا ہے جس میں سے پندرہ منٹ گذر چکے ہیں، اور صرف پندرہ منٹ باقی ہیں، ان پندرہ منٹ میں آپ ہاں یا نہیں کا فیصلہ کرالیں۔

ہم نے کہا کہ اب ہم عبدالرشید غازی صاحب کو اس نئی تحریر پر راضی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، لیکن ان کے نمائندے مولانا فضل الرحمٰن خلیل صاحب موجود ہیں، آپ اُن سے بات کرلیں، وہ ان کو راضی کرلیں تو بہت اچھی بات ہے۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل صاحب نے عبدالرشید غازی صاحب مرحوم سے رابطہ کیا تو جیسا کہ خطرہ تھا انہوں نے اس تحریر کا پہلا نکتہ سنتے ہی اس نئی تحریر کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔

اسی دوران فوج کے ایک افسر نے ہمارے ساتھیوں سے کہا کہ اب آپ حضرات یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد ہم انتہائی صدمے کی حالت میں ڈھائی بجے رات کو واپس آئے۔

اوپر کی تفصیل سے واضح ہے کہ مذاکرات کی ناکامی کا اصل سبب وفاق المدارس کی تحویل میں دینے کا مسئلہ ہرگز نہیں تھا، بلکہ اصل سبب یہ تھا کہ نئی تحریر میں انہیں بحفاظت گھر پہنچانے کے بجائے قانونی کاروائی کرنے کا ذکر تھا، جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ انہیں گرفتار کیا جائے گا، اور یہ وہ بات تھی جس پر غازی صاحب مرحوم ہم سے بار بار کئی دن سے کہہ رہے تھے کہ میں گرفتاری نہیں دوں گا، اگرچہ شہید کر دیا جاؤں۔

وفاق المدارس کی تحویل میں دینے کی بات بھی غازی صاحب مرحوم کی شرائط میں داخل تھی، اور ہم نے اس کا ذکر اسی حیثیت میں کیا تھا، چنانچہ ساتھ ہی یہ واضح کر دیا تھا کہ ہمیں اپنی طرف سے اس پر کوئی اصرار نہیں ہے ان کو دینی مدرسہ کی حیثیت میں باقی رکھتے ہوئے آپ اگر چاہیں تو اسلام آباد و راولپنڈی کے علماء کے سپرد کر دیں یا چوہدری شجاعت حسین صاحب کے سپرد کر دیں ہماری تو شب و روز کی انتھک کوشش اسی لئے تھی کہ کسی طرح لال مسجد کے طلبا و طالبات کی زندگیاں خطرے سے نکلیں، ہم ان دو مدرسوں کو وفاق المدارس کی تحویل میں دینے یا نہ دینے کی بحث میں الجھ کر اس عظیم مقصد کو کیسے خطرے میں ڈال سکتے تھے؟

کھانا منگوانے کی بات بھی آپ کے کالم میں سیاق و سباق سے کٹ کر آئی ہے۔ یہ کھانا بازار سے چودھری شجاعت حسین صاحب نے از خود منگوایا تھا اور اس وقت منگوایا تھا جب حکومتی مذاکراتی ٹیم اور وفاق المدارس کے نمائندوں کے درمیان مصالحتی فارمولے پر اتفاق ہو گیا تھا، اور مولانا عبدالرشید غازی مرحوم نے بھی اس سے اتفاق کر لیا تھا، اور تمام شرکاء پر امید اور قدرے مطمئن

تھے۔ جب چودھری صاحب نے اپنے رفقاء اور ہم سمیت کمرے میں موجود لوگوں کے لئے کھانا منگوایا تو اس وقت علماء نے چودھری صاحب سے کہا کہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں موجود افراد کئی دن سے کچھ نہیں کھا رہے، ہمیں ان کے لئے بھی کھانے کا ابھی سے انتظام کرنا چاہئے، اور جب مصالحتی قرارداد پر دستخط ہو جائیں تو ہم خود اپنے ساتھ ان کے لئے کھانا لے کر جائیں گے۔ چنانچہ چودھری شجاعت حسین صاحب نے اس سے اتفاق کیا۔

اسی طرح دوران گفتگو قہقہے لگانے کی بات بھی درست نہیں ہے، اتنی طویل سنجیدہ اور نازک گفتگو کے دوران اگر کسی نے کوئی ہنسی کی بات بھی کہہ دی ہو اور اس پر کچھ لوگ ہنس پڑے ہوں تو اسے اصل معاملے سے بے تعلق ہو کر قہقہے لگانے سے تعبیر کرنا بالکل غلط ہے۔

جن لوگوں نے کئی دن سے ملک کو خون ریزی سے بچانے کی کوشش میں اپنی نیندیں حرام کر رکھی تھی، ان کے بارے میں جن حضرات نے بھی آپ کو یہ غلط معلومات فراہم کی ہیں، انہوں نے بڑی زیادتی کی ہے، اور آپ سے یہ امید تھی کہ اس طرح کی اطلاعات ملنے سے پہلے ان باتوں کی تحقیق فرما لیتے۔

والسلام

محمد رفیع عثمانی

۱۷/۷/۲۰۰۷ء

من جانب:

۱۔	محمد رفیع عثمانی۔	رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس
۲۔	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب۔	ناظم اعلیٰ وفاق المدارس
۳۔	مولانا زاہد الراشدی صاحب۔	رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس
۴۔	مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب۔ نمائندہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب صدر وفاق المدارس	

☆☆☆